سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۲۸۰

کردار حسین علیہ السلام کی یکرنگی

از

ترجمان فطرت جناب شہید صفی پوری
بی اے

مطبوعہ سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

خرچہ ڈاک ۸ نئے پیسے

قیمت ۶ نئے پیسے

تعارف

جناب شہید صفی پوری کے ادبی و مذہبی مضامین برابر
اخبار و رسائل میں شایع ہوتے رہتے ہیں اور اہل نظر افراد ان کو قدر کی
نگاہوں سے دیکھتے ہیں

زیر نظر رسالہ بھی حقیقتاً آپ کا ایک مضمون ہے جو اب سے دس سال
قبل اخبار "پیام اسلام" مورخہ ۸ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ میں شایع
ہوا تھا۔ اس کی افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم امسال کے
حسینی لٹریچر کا اس کو جز قرار دے کر بصورت رسالہ شائع کر رہے ہیں
یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد مفت
تقسیم فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور ہونگے

الداعی الی الخیر

(محرم ۱۳۷۹ھ)

سید ابن حسین نقوی

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کردار حسنین علیہم السلام کی یک رنگی۔

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی منزلت سے دنیا کو روشناس بنانے کے لئے بار بار جناب رسالت پناہؐ نے اپنا عمل پیش کیا اور ہر موقع پر آپ نے دونوں کے ساتھ مساوی برتاؤ کیا۔ اگر ایک کاندھے پر حسنؑ ہیں تو دوسرے پر حسینؑ ضرور ہوں گے۔ یہ کسی غیر ذمہ دار انسان کا فعل نہ تھا جسے محض رشتہ کی محبت پر محمول سمجھا جائے۔ یہ اُس عظیم المرتبت رسولؐ کا حکیمانہ فعل تھا جو اپنی رسالت کی ذمہ داریوں سمیت اس انتہائی الفت و محبت کے مساویانہ برتاؤ کا اظہار بر بنائے مصلحتِ خاص ضروری سمجھتا تھا۔ کوئی شک نہیں کہ نگاہ رسالت میں خزینۂ قدرت کے ان دونوں بے بہا جواہر کی قیمت برابر تھی اب اس کو کیا کیا جائے کہ دنیا والے اب بھی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے رہیں اور دونوں میں فرق تصور کریں، اس طرح کہ حضرت امام حسینؑ کو جنگ جو اور حضرت امام حسنؑ کو صلح پسند سمجھیں۔

رسولؐ کو اپنے یہ دونوں فرزند اس لیے محبوب تھے کہ دونوں رسولؐ کے

کردار کے حقیقی وارث دار تھے اور کارِ رسالت کی تکمیل ان ہی کے ہاتھوں ہونے والی تھی۔ حسنؑ اور حسینؑ کے کردار میں فرق محسوس کرنے والے اگر غور کریں تو انھیں دونوں میں رسولؐ کی سیرت کی جھلک بدرجۂ اتم نظر آئے گی یہاں تک کہ حسنؑ اور حسینؑ میں امتیاز نہ ہو سکے گا کہ حسنؑ کون ہیں اور حسینؑ کون؟

جہاں تک صلح پسندی اور صبر کا سوال ہے جنابِ رسالت مآبؐ سے لے کر ائمہ معصومینؑ کی آخری فرد تک سب ایک ہی شاہراہ عمل پر گامزن رہے اور ہر ایک کے کردار کی یہ امتیازی خصوصیت رہی ہے کہ کسی نے کبھی حصولِ اقتدار کے لئے تلوار نہیں کھینچی۔

رسولؐ پر بعض اسلام کے دشمنوں کی طرف سے اکثر یہ اعتراض ہوتا رہا ہے کہ انھوں نے غیر مسلموں کے ساتھ جنگ کرنے میں ابتدا کی لیکن اعتراض کرتے وقت وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ رسولؐ جو تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ حق کرتے رہے اور محض قولو لا الہ الا اللہ کہنے کے جرم میں طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنتے رہے اور صبر کرتے رہے خود جارحانہ کاروائی کب عمل میں لا سکتے تھے۔ ہاں جب کافروں نے رسولؐ کی جان لینے کے لئے سازش کی اور عرب کے تمام قبیلوں کو اس میں شریک کر لیا تو رسولؐ نے مدینہ ہجرت کی۔ اب انصاف سے کوئی بتلائے کہ پہلے رسولؐ کی جان لینے کے لئے جارحانہ اقدام کفار نے کیا یا پہلے ان کا مقابلہ کرنے کے لیئے رسولؐ نے مدینہ ہجرت فرمائی اور انصار کا لشکر جمع کیا؟ اب اس کے بعد جو دفاعی حملے کفار پر کیئے گئے ان کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

اسی طرح حضرت علیؑ کا کردار رسولؐ کے کردار کا آئینہ ہے۔ بعد وفات حضرت رسولِ خدا

آپ نے صبر سے کام لیا اور باوجود مصائب برداشت کرنے کے محض حصول
اقتدار کی خاطر تلوار نہیں اُٹھائی۔

اس کے بعد امام حسنؑ کا دور امامت شروع ہوتا ہے حضرت امام حسنؑ
کو محض صلح پسند سمجھنے والے معلوم نہیں یہ کیوں نظر انداز کر جاتے ہیں کہ
تمام اُن لڑائیوں میں جن میں حضرت امام حسینؑ حضرت علیؑ کے ساتھ
شریک جنگ ہوئے حضرت امام حسنؑ بھی برابر دوش بدوش لڑتے
رہے۔ آپ نے معاویہ سے جن مصالح کی بناء پر صلح کر لی تھی وہ کوئی
نئے مصالح نہ تھے بلکہ وہی تھے جن کی بناء پر حضرت علیؑ بعد وفات رسولؐ
خاموش رہے۔

حضرت امام حسنؑ یقیناً وہی کرتے جو امام حسینؑ نے کربلا میں کیا لیکن
بات یہ تھی کہ حضرت امام حسنؑ کا زمانہ حضرت علیؑ کے دورِ حکومت
اور زمانۂ رسالت مآبؐ سے بہ نسبت امام حسینؑ کے زیادہ قریب تھا
اس لئے امام حسنؑ سے بیعت طلب کرنے کی ہمت نہ تھی، ابھی آل نبیؐ
کے لئے صورتِ حال اتنی ناخوش گوار نہ ہوئی تھی۔ یہاں تو یہ تھا کہ
معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کے شرائط منظور کئے تھے یہ اور بات
ہے کہ اس نے اپنے تسلیم شدہ شرائط پر عمل نہیں کیا اور اپنے قول
سے پھر گیا جن میں سے دو شرطیں نہایت اہم تھیں۔ ایک یہ کہ وہ
یزید کو اپنا جانشین مقرر نہ کرے گا اور دوسرے یہ کہ وہ احکام
شریعت کی پابندی [illegible] گا [illegible] میں جب کہ حضرت امام حسنؑ

کے خلاف معاویہ کھلم کھلا فوج کشی نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے اپنے بزرگوں کی سیرت پر عمل کیا اور صلح پسندی اختیار کی۔

اب حضرت امام حسینؑ کا زمانہ آتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے ہر ہر موقع پر حسنؑ کی صلح پسندی کا نمونہ بن کر دنیا کو امن پسندی کا سبق دیا۔ سب سے پہلا موقع تو وہی تھا جب حضرت امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر برسائے گئے اور قبر پیغمبرؐ کے پہلو میں جنازہ کو دفن کرنے سے روکا گیا۔ حضرت امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ صبر کرنا اور حسینؑ تو محل امتحان میں تھے ہی۔ حسنؑ کا سا بھائی اور اس کے جنازہ کے ساتھ یہ سلوکِ ناروا۔ بخدا حسینؑ کے لئے بڑی آزمائش کی گھڑی تھی۔ کون کہتا ہے کہ حسینؑ صلح پسند نہ تھے آیئے اور دیکھئے کہ اس صبر آزما موقع پر حسینؑ نے وہی کیا یا نہیں جو اگر امام حسنؑ ہوتے تو کرتے۔

معاویہ کی سیاست کا سب سے کارگر حربہ زہر تھا اور اسی سے حضرت امام حسنؑ کی شہادت واقع ہوئی۔ حضرت امام حسینؑ کے زمانۂ امامت میں یزید معاویہ کا جانشین (جسے معاہدہ کے خلاف معاویہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔) تختِ حکومت پر متمکن تھا۔ معاویہ نے یزید کو حضرت امام حسینؑ سے معارض نہ کرنے کی وصیت کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کھلم کھلا جنگ کرنے کی پالیسی کے خلاف تھا

حضرت امام حسنؑ کی شہادت واقع ہوئی کہ بزعم خود، دنیا اُس کی حقیقت سے واقف نہ ہو سکی ویسا ہی سلوک حسینؑ کے ساتھ بھی کیا جائے۔ لیکن یزید کو نشۂ حکومت نے اندھا کر دیا تھا وہ ایسی احتیاطوں کو غیر ضروری تصور کرنے لگا اور اس نے حسینؑ سے بیعت طلب کر لی۔ یقیناً اگر یزید اتنی سختی کے ساتھ بیعت کا طالب نہ ہوتا تو حضرت امام حسینؑ بھی حضرت امام حسنؑ کی طرح خاموش اور پرسکون زندگی گزار دیتے لیکن اب تو حضرت کے سامنے صرف دو راستے تھے یا بیعت کر کے یزیدیت کو حقیقی اسلام تسلیم کر لیں اور یا وہ کریں جو اُنھوں نے کیا۔ مجبوراً امام نے بقائے دین کی خاطر جان دینا گوارا کیا لیکن بیعت کرنا قبول نہ کیا۔ اور بخدا اگر حسنؑ ہوتے تو یہی کرتے، اس کا ثبوت اس وصیت سے ملتا ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت قاسمؑ کے بازو پر بطور تعویز باندھ دی تھی کہ جب چچا پر بڑا وقت آئے تو اپنی جان نثار کر دینا۔ اس وصیت میں یہ حسرت پنہاں نظر آتی ہے کہ بیٹا میں تو موجود نہ ہوں گا کہ حسینؑ کی نصرت کروں، تم اپنی جان نثار کر دینا۔ حضرت امام حسینؑ کی صلح کن پالیسی کا اظہار ابتدا سے تادم آخر ہوتا رہا، لشکر کا جمع نہ کرنا، حکومت کے خلاف لوگوں کو مشتعل نہ کرنا اور وقت آخر حجت تمام کرنے کے لئے علاوہ بیعت کے شرائط صلح ابن سعد کے سامنے پیش کرنا۔

جب ... آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے کسی اور ہی ملک میں چلا جانے دو:

یہ سب واقعات کیا امام حسینؑ کی صلح پسندی کے مظہر نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حسنین علیہم السلام حضرت رسالت مابؐ کی سیرت کے آئینہ بردار تھے اور دونوں کے کردار میں سر مو فرق نہیں تھا۔ اب رہا رسولؐ پر جارحانہ اقدامات جنگ کا الزام لگانا، علیؑ کی خاموشی کو غلط معنی پہنانا، امام حسنؑ کے متعلق صلح پسند اور امام حسینؑ کو جنگجو سمجھنا، معرفت رسولؐ سے بعد اور تعلیمات اسلامی سے دوری کا نتیجہ ہے جسے تعصب اور اموی پروپیگنڈے کی تجدید کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا جا سکتا۔

ختم شد

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

(ہندوستان)